آسان عروض اور شاعری کی بنیادی باتیں

سرور عالم راز سرورؔ

(مضامین کے اس سلسلہ میں راقم الحروف کی اپنی طبعزاد(original) کوئی چیز شامل نہیں ہے۔شاعری کی تمام اصولی باتیں،عروض کے قاعدے اور اُن کی تفصیلات مختلف کتابوں سے لی گئی ہیں۔اب یہ اُصول اور اِن کی تفصیلات اتنی محکم(Firmly Recognized)اور عام ہو چکی ہیں کہ ان میں کوئی نئی بات کہنے کی گنجائش ہی نہیں ہے اور نہ ہی راقم الحروف خود کو اس کام کا اہل سمجھتا ہے۔نیچے اُن کتابوں کے نام دئے جا رہے ہیں جن سے یہ مضامین لکھنے میں مدد لی گئی ہے۔راقم ان سب مصنفین کا انتہائی شکر گذار ہے۔

(۱) چراغِ سخن : مرزا یاسؔ عظیم آبادی، مجلس ترقّیٔ ادب، لاہور، پاکستان

(۲) درسِ بلاغت : شمس الرحمٰن فاروقی، ترقّیٔ اُردو بیورو، نئی دہلی، ہندوستان

(۳) عُمدہ اُردو عروض : محمد زبیر فاروقی شوکتؔ الہ آبادی، پی ای سی ایچ سوسائٹی،کراچی، پاکستان

(۴) تفہیم العروض : ڈاکٹر جمال الدین جمالؔ، میسرز ناشرین، اُردو بازار، لاہور، پاکستان

(۵) نکاتِ سخن : مولانا فضل الحسن حسرت موہانی، غضنفر اکاڈمی، کراچی، پاکستان

(۶) بحر الفصاحت : مولوی محمد نجم الغنی نجمی، نول کشور پریس،لکھنو، ہندوستان)

سبق۔۱

ابتدائیہ:

مختلف اسباب کی بدولت آج کل اُردو زبان اور ادب کا عام معیار بہت گر چکا ہے اور بدقسمتی سے مسلسل زوال پذیر ہے۔لہٰذہ مستقبل میں بھی اس کے بہتر ہونے کی اُمید نہیں نظر آتی ہے۔یوں تو پہلے بھی ادبی وشعری کتابوں اور رسالوں کا شوق لوگوں کو کم تھا لیکن اب کچھ تو زندگی کی تیز رفتاری اور مصروفیت کی وجہ سے اور کچھ

ٹیلی وژن اور خصوصاً کمپیوٹر انٹرنیٹ computer internet کے عام ہو جانے سے یہ شوق اور بھی کم ہو گیا ہے۔ انٹرنیٹ پر اُردو کی بہت سے انجمنیں چلائی جا رہی ہیں۔ ان میں کچھ مذہبی ہیں، کچھ تفریحی اور کچھ ادبی۔ ادبی محفلیں یوں تو اُردو شاعری اور ادب کی خدمت کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن سچ پوچھئے تو ان میں صرف اُردو غزل پر ہی زیادہ زور دیا جا رہا ہے جب کہ شاعری اور ادب کی دوسری صنفوں (جیسے نظم، سنجیدہ مضامین، افسانے، ڈرامے وغیرہ) پر توجہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جہاں بھی دیکھئے ہر شخص یا تو خود غزل کہہ رہا ہے یا کہنے کی کوشش کر رہا ہے یا پھر دوسروں کی شاعری پر رسمی :واہ واہ: کر رہا ہے۔ ایک طرح سے تو یہ اُردو کے لئے اچھا ہے کیونکہ اسی بہانے لوگ کم سے کم غزل تو لکھ پڑھ لیتے ہیں چاہے وہ ہمیشہ ہی اچھے معیار کی نہ ہو۔ لیکن دوسری جانب اس طرزِ عمل سے اُردو زبان کو زبردست نقصان بھی پہنچ رہا ہے کیونکہ کسی اور صنفِ ادب و شعر پر محنت نہیں کی جا رہی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اُردو ہو یا کوئی اور زبان، صرف غزل کی بنیاد پر نہ تو ترقی کر سکتی ہے اور نہ ہی دُنیا کی زبانوں میں اپنا مناسب مقام پا سکتی ہے۔

انٹرنیٹ کی اُردو محفلوں میں مشاعرے بھی ہو رہے ہیں، بیت بازی کا بازار بھی گرم ہے، ادبی کھیل بھی چل رہے ہیں اور اُردو کے شائقین دوسرے مختلف طریقوں سے بھی دادِ سخن دے رہے ہیں۔ ان محفلوں میں اچھے بُرے ہر طرح کے شاعر آتے ہیں:

(۱) چند شاعر ایسے ہیں جو اچھی غزل کہہ رہے ہیں۔ ان کا کلام نسبتاً منجھا ہوا ہے۔ یہ شعرا علم عَروض سے تھوڑا بہت واقف ہیں اور شاعری کے فن اور اس کی باریکیوں سے بھی کم و بیش واقفیت رکھتے ہیں۔ لیکن انٹرنیٹ کی وسیع دُنیا میں ایک بھی ایسا شاعر نہیں ہے جس کو عروض کی تفصیلات اور شاعری کے اصولوں اور رُموز پر ایسی مکمل قدرت حاصل ہو کہ ہم اُس کو :اُستادِ فن: کے لقب سے نواز سکیں۔ یہ صورتِ حال بہت فکر کا باعث ہے کیونکہ صحیح فنی (technical) رائے دینے والے، شاعری میں رہنمائی کرنے والے اور نئے لوگوں کی اصلاح کرنے والے دُور دُور تک دکھائی نہیں دیتے ہیں۔

(۲) شاعروں کی ایک اچھی خاصی تعداد ایسی ہے جو شعر موزوں کر لیتی ہے، جس کے یہاں مضامین بھی مناسب ہوتے ہیں اور جس کا کلام شاعری کی خامیوں سے عام طور پر پاک ہوتا ہے۔ لیکن یہ گروہ عروض اور

شاعری کی فنی خامیوں اور باریکیوں سے بہت ہی کم واقف ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس گروہ کے شاعر :اٹکل: یا اندازہ سے موزوں اور مناسب شعر کہہ لیتے ہیں جیسا کہ بیشتر شاعر مدت سے کرتے چلے آئے ہیں۔ ان شاعروں سے بھی نئے شاعروں کی رہنمائی اور اصلاح کی اُمید کرنا بیکار ہے۔

(۳) اکثریت ایسے شاعروں کی ہے جن کو غزل کہنے کا شوق تو بہت ہے لیکن جو زبان اور بیان دونوں پر اچھی طرح عبور نہیں رکھتے ہیں اور عروض تو کیا شاعری کے فن اور اس کی باریکیوں سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ان کے شعر کبھی کبھی ناموزوں اور بے ربط بھی ہو جاتے ہیں اور ان میں شاعری کی دوسری خامیاں بھی نظر آ جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ گروہ ابھی خود تعلیم و تربیت اور اصلاح کا محتاج ہے۔

(۴) کچھ لوگ ایسے بھی نظر آتے ہیں جن کو شاعر کے بجائے :تک بند: کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ ایسا نہیں ہے کہ ان میں مضمون آفرینی یا شعر موزوں کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ بلکہ اِن کی اُردو سے محبت اور شاعری کے شوق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اگر ذرا سی محنت کے لئے تیار ہو جائیں اور شاعری کے بنیادی اصولوں پر دھیان دیں تو چاہے اچھی شاعری نہ کر سکیں لیکن موزوں شعر ضرور کہہ سکتے ہیں۔

ان :شاعروں: میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو :آزاد شاعری: کرنا پسند کرتا ہے اور :روایتی شاعری: کی شرائط مثلاً وزن اور بحر وغیرہ کو ضروری نہیں سمجھتا۔ اس گروہ کا خیال ہے کہ شاعری میں خیال اور جذبہ زیادہ اہم ہیں اور شعر کے خیال یا جذبہ کو کس طرح بیان کیا گیا ہے اور وہ کن اصول کا پابند ہے اس کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ :آزاد شاعری: کرنے میں تو مطلق کوئی حرج نہیں ہے۔ اُردو میں یہ روایت ایک مدت ہوئے قائم ہو چکی ہے اور بہت سے شاعر اس صنفِ سخن میں نام پیدا کر چکے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ اس شاعری کے بھی اُصول اور قانون ہیں لیکن یہ گروہ اِن سے ناواقف معلوم ہوتا ہے اور کسی رائے، مشورہ یا تجویز کو ماننے کے لئے بھی آسانی سے تیار نہیں ہوتا ہے۔

شاعروں اور :متشاعروں: کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جن کو اُردو شعر و ادب سے بے حد محبت ہے اور وہ اُس کو پڑھنے، سراہنے اور بعض اوقات اس پر تنقیدی نگاہ ڈالنے کے لئے محفلوں کی رونق کا مستقل حصہ ہیں۔ ان کے علاوہ انٹرنیٹ کی اُردو محفلوں میں دو باتیں اور بہت نمایاں ہیں:

(۱) وہاں ایک بڑی تعداد میں ایسے لوگ آتے ہیں جن کی مادری زبان اُردو نہیں ہے۔ ہندی، گجراتی، بنگالی، تیلگو، اُڑیہ، پنجابی، راجستھانی، مراٹھی اور دوسری زبان بولنے والے اُردو زبان اور خاص طور سے اُردو غزل کے متوالے نہایت شوق سے محفلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ چونکہ بیشتر اُردو محفلوں کی کارروائی رومن اُردو (Roman Urdu) میں ہوتی ہے اس لئے انھیں زیادہ دِقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے۔ ان احباب میں کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنے شوق اور محنت سے خود کو اُردو لکھنا پڑھنا سکھایا ہے اور اُردو میں اتنی استعداد پیدا کر لی ہے کہ غزل بھی کہنے لگے ہیں!

(۲) چونکہ انٹرنیٹ پر آنے والے حقیقت میں "پردہ پوش" ہی رہتے ہیں یعنی کسی کو ان کی شناخت یا شخصیت کا صحیح علم نہیں ہوسکتا ہے اس لئے خواتین بھی بڑی تعداد میں شعروادب کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ہمارے معاشرہ میں خواتین پر جو پابندیاں عام ہیں اور جن کی وجہ سے خواتین ہمارے ادبی منظر نامہ میں دبی دبی رہی ہیں وہ سب انٹرنیٹ کی دُنیا میں ناپید ہیں اور خواتین اپنے خیالات، احساسات اور جذبات آزادی سے بغیر کسی فکر و خوف کے بیان کرسکتی ہیں۔ اس طرح اُردو شعروادب میں ایک نیا اور خوشگوار پہلو پیدا ہوگیا ہے۔ اِن خواتین میں ایک اچھی تعداد ایسی شاعرات کی بھی ہے جن کے کلام کے مجموعے شائع ہوچکے ہیں۔

انٹرنیٹ کے اُردو دوست دُنیا میں جگہ جگہ بکھرے ہوئے ہیں۔ شاعری کے حوالہ سے ان کی چند مشکلات ہیں۔ ان میں ایک عروض بھی ہے۔ ایک جانب تو علمِ عَروض پر کوئی آسان اور عام فہم کتاب اُردو میں موجود نہیں ہے اور دوسری جانب یہ ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں عروض وشاعری پر تو کیا اُردو کی عام کتابیں بھی دستیاب نہیں ہیں۔ چنانچہ عَروض کی بنیادی اور موٹی موٹی باتوں پر مشتمل ایک آسان اور عام فہم کتاب کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جارہی ہے۔ یہ مضامین اس کمی کو پوری کرنے کی ایک حقیر سی کوشش ہیں۔ اِس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مضامین کے اس سلسلہ میں شاعری کے اُصول اور عام عیب ونقائص بھی شامل کردئے گئے ہیں۔ اُمید ہے کہ راقم الحروف کی یہ کاوش پسند کی جائے گی۔ اس سلسلہ کے بارے میں اپنی رائے، خیالات اور کام کو بہتر بنانے کی تجاویز درج ذیل "ای میل" پر بھیج کر راقم کو شکریہ کا موقع عنایت کیجئے۔

sarwarazi@yahoo.com

مضامین کی ضرورت اور مقاصد:

مضامین کا یہ سلسلہ انٹرنیٹ کے بہت سے دوستوں کی فرمائش پر لکھا جا رہا ہے۔ جیسا اوپر کہا جا چکا ہے عروض اور شاعری کے اُصولوں پر جو کتابیں ملتی ہیں وہ بہت مشکل اور فارسی زدہ اُردو میں ہیں اور اُن کو سمجھنا اچھی اُردو جاننے والے کے لئے بھی آسان نہیں ہے۔ وہ لوگ جن کی اُردو کمزور ہے یا جو اُردو سے کم واقف ہیں وہ تو ان کتابوں کو بالکل ہی نہیں سمجھ سکتے۔ یہ اوپر بیان ہو ہی چکا ہے انٹرنیٹ پر ایسے لوگ بڑی تعداد میں موجود ہیں جن کو اُردو شاعری کا (خاص طور سے اُردو غزل کا) بہت شوق ہے لیکن ان کی مادری زبان اُردو نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عروض اور شاعری کے اُصول آسان زبان میں لکھے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کو سمجھ کر استعمال کر سکیں اور اس طرح اپنی شاعری کو بہتر بنا سکیں۔

اس کام میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اُردو شاعری کی بنیاد فارسی اور عربی شاعری پر ہے یعنی اُس کے تقریباً تمام اُصول اور قاعدے فارسی یا عربی شاعری سے ہی لئے گئے ہیں۔ عروض کا علم بھی اُردو میں فارسی اور عربی سے ہی آیا ہے۔ اس لئے بغیر فارسی یا مشکل اُردو کا سہارا لئے اس فن کو سمجھانا آسان نہیں ہے بلکہ شاید ممکن ہی نہیں ہے۔ یوں بھی اچھی اُردو شاعری کے لئے تھوڑی سی فارسی آنی ضروری ہے۔ پہلے زمانے میں اُردو اسکولوں میں فارسی زبان و قواعد grammar تعلیمی نصاب (curriculum) میں داخل تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ بلکہ آج کل تو خود اُردو کا معیار بھی بہت گر چکا ہے۔ بہر حال امکانی حد تک یہ مضامین آسان اُردو میں لکھے جائیں گے۔ اُمید ہے کہ جو مشکلیں پڑھنے والوں کو پیش آئیں گی ان کو سوال و جواب اور ہر سبق پر آپس میں تبادلہء خیال کے دوران حل کیا جا سکے گا۔

ان مضمونوں کے لکھنے کے چند مقاصد نیچے دِئے جاتے ہیں:

(۱) شاعری کے عام اُصول اور قاعدوں کو آسان زبان میں بیان کرنا اور ان کی تفصیل مثالوں کے ساتھ اِس طرح پیش کرنا کہ نئے شاعر تھوڑی سی کوشش اور محنت سے مناسب شاعری کر سکیں۔

(۲) علم عَروض کی موٹی موٹی باتیں عام فہم زبان اور انداز میں بیان کرنا۔ علم عَروض اتنا وسیع اور پیچیدہ علم ہے کہ اس کی باریکیوں اور نزاکتوں کا چند مضامین میں احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔

(۳) اُردوشاعری کی عام بحروں اوران کی مزاحف (modified) شکلوں کی مختصر وضاحت۔

(۴) تقطیع کے عام اُصول اور مثالوں کے ذریعہ اُن کی وضاحت۔

(۵) شاعری کے عام عیب مثالوں کے ساتھ بیان کرنا۔

مضامین کی ترتیب او ر بیان کی تفصیل:

اوپر لکھے ہوئے مقاصد کو دھیان میں رکھتے ہوئے مضامین کی ترتیب اوراُن کے بیان کی تفصیل کو جتنا ممکن ہوگا آسان اور عام فہم رکھا جائے گا۔البتہ چونکہ عَروض کا علم اور شاعری کے اصول اور قاعدے بعض اوقات کافی مشکل اور پیچیدہ ہوجاتے ہیں اس لئے بہت زیادہ تفصیل یا باریکی میں جانے سے پرہیز کیا جائے گا۔یہ ممکن ہے کہ اصطلاحات،اصول،قاعدے اور دوسری تفصیلات وغیرہ کہیں کہیں ضرورت سے زیادہ لمبی معلوم ہوں۔ چونکہ اُردو کی محفلوں میں ہر صلاحیت اور استعداد کے لوگ آتے ہیں لہٰذہ اِس صورتِ حال سے مکمل طور پر بچنا بہت مشکل ہے۔ہر سبق کے بعد دوستوں کو سوال و جواب،رائے زنی اور خیال آرائی کے لئے کافی وقت دیا جائے گا۔ اُمید ہے کہ اِس طرح بیشتر شکوک اور سوال کا حل نکل سکے گا۔اس کے بعد زیرِ بحث لڑی کو بند کردیا جائے گا اور دوسرے سبق کو اسی طریقہ پر پیش کیا جائے گا۔

سبق۔۱ میں وہ اہم اور بنیادی اصطلاحات بیان کی جائیں گی جن کو ہم آگے چل کر استعمال کریں گے۔ جہاں کہیں بھی ضرورت محسوس ہوگی مشکل یا غیر مانوس اُردو الفاظ اور اصطلاحات کا تلفظ رومن اُردو (Roman Urdu) میں بھی لکھ دیا جائے گا تا کہ بات پوری طرح صاف ہوجائے اور ہر شخص اپنی اپنی توفیق اور استطاعت کے مطابق مضامین سے فائدہ اُٹھا سکے۔ رومن اُردو لکھنے کا جو نظام یہاں استعمال کیا جائے گا اس کی تفصیلات راقم الحروف کی:ویب سائٹ: www.sarwarraz.com پر دِئے گئے مضمون: **رومن اُردو کا ایک جامع نظام:** میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

چند ضروری اصطلاحات

اس سرخی کے تحت وہ اصطلاحات دی جارہی ہیں جو ہمارے مضامین میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ان کے استعمال سے بات بیان کرنے اور اُس کے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ظاہر ہے کہ اگر کسی اصطلاح کو ایک بار سمجھ کر

ذہن نشین کرلیا جائے تو بار بار اس کو واضح کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ ان اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور ذہن میں بٹھالیں۔ مضامین میں جیسے جیسے نئی اصطلاحات کی ضرورت ہوگی اُن کو مناسب موقع پر سمجھا دیا جائے گا۔

(۱) مکتوبہ (maktoobah): یعنی وہ :جو کتابت کیا جائے یا لکھا جائے:۔ آپ کو جو کچھ لکھا ہوا نظر آتا ہے سب مکتوبہ کہا جائے گا چاہے تحریر میں کوئی ایسا حرف بھی لکھا ہوا ہو جو پڑھنے میں ادا نہ کیا جائے۔ مثال کے طور پر :خوشی: کو بولتے یا پڑھتے وقت اُس کے :واو: کو ادا نہیں کرتے ہیں اور اُس کو :خُشی: پڑھتے ہیں جیسے :خ: پر پیش لگا ہو اور :واو: موجود ہی نہ ہو۔ چنانچہ :خوشی: اِس لفظ کی مکتوبہ شکل ہے۔

(۲) ملفوظہ (malfoozâh): یعنی وہ :جس کو زبان سے ادا کیا جائے:۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو حرف لکھا جائے وہ پڑھتے وقت ہمیشہ زبان سے ادا بھی کیا جائے۔ اوپر :خوشی: کا ذکر آچکا ہے۔ چونکہ ہم اس کو :خُشی: پڑھتے ہیں اس لئے یہ اس لفظ کی :ملفوظہ: شکل کہی جائے گی۔ اسی طرح :بالکل: کی ملفوظہ شکل :بِل کُل: کیونکہ پڑھتے اور بولتے وقت یہ اسی طرح ادا کی جاتی ہے۔ چند اور مثالیں دیکھئے:

لکھی ہوئی شکل (مکتوبہ)	ادائیگی کی شکل (ملفوظہ)
عبدالشکور	عبدُش شکور
فی الحقیقت	فِل حقیقت
بالواسطہ	بِل واسطہ
خواب	خاب
بوالہوس	بُل ہَوَس
عبدالرحمٰن	عَبدُر۔رَحمان

(۳) حرف (Harf) : زبان آوازوں سے مل کر بنتی ہے۔ زبان کی ہر آواز کو ادا کرنے کے لئے ایک منفرد (unique) علامت اختیار کی جاتی ہے۔ یہ علامت :حرف: کہلاتی ہے۔ گویا جو آواز بولنے میں سُنائی دے یا لکھنے میں دکھائی دے :حرف: کہلاتی ہے۔ مثال کے طور پر :ا، ب، ت، ٹ: وغیرہ سب حرف ہیں کیونکہ یہ

اُردو میں اپنی الگ اور خاص آواز رکھتے ہیں۔ حرف کی جمع حروف(Huroof) ہے۔کسی زبان کے تمام حروف کے مجموعے کو: حروفِ تہجّی: (alphabet) کہتے ہیں۔حروف کو آپس میں مختلف طریقوں سے ملا کر لفظ: (lafz) بنایا جاتا ہے۔ جیسے :لفظ: میں :ل، ف، ظ: تین حروف ہیں۔لفظ کی جمع :الفاظ: ^alfaaz ہے۔

(۴) حَرَکت(Harakat) : الفاظ کی زبان سے صحیح اَدائیگی (ہندی میں:اُچّارَن: اور انگریزی میں pronounciation) کے لئے حروف پر حَرَکات وسَکِنات ضروری ہوتی ہیں۔حَرَکات جمع ہے حَرَکت کی۔ سَکِنات اُن علامات کو کہتے ہیں جن سے کسی حرف کو ساکن (یعنی جس پر کوئی حرکت نہ ہو) ظاہر کیا جاتا ہے۔ان علامات (حرکات وسکنات) کے بغیر کوئی لفظ ادا نہیں ہوسکتا ہے یا اگر ہوگا بھی تو غلط ہوگا۔اُردو میں استعمال ہونے والی حرکات وسکنات کی تعداد سات (۷) ہے:

(۱) زَبَر (۲) زِیر (۳) پیش (۴) مدّ (۵) جزم (۶) تشدید (۷) تنوین

ہم ان حرکات سے بخوبی واقف ہیں۔ پھر بھی بات پوری کرنے کے لئے اِن کی مثالیں دی جاتی ہیں:

(۴۔۱) زَبَر(عربی میں فتح) : یہ علامت حرف کے اوپر ایک آڑے اور چھوٹے :ڈیش: کی شکل میں لگائی جاتی ہے۔ اِس سے حرف میں: چھوٹے الف: کی آواز پیدا ہوتی ہے۔جیسے : ڈَر ،اَثَر، سَربَسَر: وغیرہ میں :ڈ، الف،ث، س،ب، س: پرزبر لگایا گیا ہے اوراس کے ذریعہ اِن حروف کو حرکت دی گئی ہے۔وہ حرف جس پرزبر(فتح) لگائی جائے:مفتوح: maftooH کہلاتا ہے۔

(۴۔۲) زِیر(عربی میں کسرہ) : یہ علامت حرف کے نیچے ایک آڑے اور چھوٹے:ڈیش:کی شکل میں لگائی جاتی ہے۔اس سے حرف میں: چھوٹے ی: کی آواز پیدا ہوتی ہے۔جیسے : گِر، کمسِن، اِردگِرد،رِم جِھم: میں :گ،س،الف،گ،ر،ج: کے نیچے زیر لگا کر ان حروف کو حرکت دی گئی ہے۔جس حرف پر زیر(کسرہ) لگائی جائے اس کو:مکسور: maksoor کہتے ہیں۔

(۴۔۳) پیش(عربی میں ضمّہ) : یہ علامت حرف کے اُوپر چھوٹے سے :واو: کی شکل میں لگائی جاتی ہے۔ اس سے حرف میں ایسی آواز پیدا ہوجاتی ہے جس کو ہم : چھوٹا اوراونچا واو: کہہ سکتے ہیں۔جیسے : جُو (نہر)،

کُو بہ کُو، آرزُو: میں :ج،ک،ز: کےاوپرپیش لگا کران حروف کوحرکت دی گئی ہے۔ جس حرف پرپیش (ضمہ)لگایا جائے اس کو:مضموم: madmoom کہا جاتا ہے۔

(۴۔۴) مدّ madd: مدّ کے معنی :لمبا کرنا: یا :کھینچنا:کے ہیں۔ :آ: (الف پر مَد)سے ہم سب واقف ہیں۔یہ:آ: دراصل دوالف کے برابر ہے۔گویا ہم: اا: لکھنے کے بجائے:آ: لکھتے ہیں۔:آ:کو: ممدوده الف: یعنی:لمبا کھینچا ہوا الف: کہتے ہیں۔چنانچہ جس حرف پربھی مدّ کی علامت ہوگی اُس کو:ممدوده:کہا جائے گا۔ اس طرح کی دوسری ممدوده mamdoodah(کھینچی ہوئی) آوازوں کا ذکران کےاستعمال کےوقت کیا جاسکے گا۔یہاں انھیں بیان کرنا بات کو بہت لمبا کرنے اوراُلجھانے کے برابر ہے۔

(۵۔۴) جزم jazm: جزم کی علامت سکون کی علامت ہےاورحرف کےاوپرچھوٹے سے د کی طرح بنادی جاتی ہے۔جس حرف پر یہ لگائی جائے اس پرکوئی حرکت نہیں ہوتی ہےیعنی وہ حرف تلفظ میں ساکن رہتا ہے۔کمپیوٹرکتابت میں اس علامت کا لگانا ممکن نہیں ہےاس لئے یہ یہاں نہیں دکھائی گئی ہے۔: حَرف Harf، غَرق Gharq، دِل dil :میں بالترتیب :ر،ف؛ ر،ق؛ ل: پرجزم ہےیعنی ان الفاظ کی ادائیگی میں یہ حروف حرکت نہیں کرتے ہیں۔ایسے حروف کو:ساکن:یا : موقوف:کہا جاتا ہے۔

(۶۔۴) تشدید tashdeed یا شدّ shadd: اگرکسی لفظ میں کوئی حرف دوبارمتواتر یا لگاتار آئے تو اُس پرچھوٹا سا:سین کا شوشہ:لگادیتے ہیں۔یہ علامت:تشدید یا شدّ: کہلاتی ہے۔جس حرف پرتشدید لگائی جائے وہ:مشدّد:(تشدید لگا ہوا)mushaddad کہا جاتا ہے۔ایسے حرف پرتشدید کےعلاوہ زبر، زیر یا پیش بھی ہوتی ہے۔حرف پرتشدید لگانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حرف دوبار پڑھا جائے گا۔پہلی بار یہ حرف ساکن (یعنی بغیر کسی حرکت کے) بولا یا پڑھا جائے گا اوردوسری باراُس حرکت سے ادا کیا جائے گا جواُس پرلکھی گئی ہو۔سبھی اُردو جاننے والےتشدید سے واقف ہیں۔پھربھی بات کومکمل کرنے کے لئے چندمثالیں دی جاتی ہیں:

مشدّد لفظ کی لکھی ہوئی شکل	اُس لفظ کی بولی جانے والی شکل
مُعلّم (اُستاد)	مُعَل۔لِم (ل کو دوبار پڑھا گیا)
تَشَدُّد (سختی)	تَشَد۔دُد (د کو دوبار پڑھا گیا)

کچّا (بے پکا) | کچ۔چا (چ کو دوبار پڑھا گیا)

(۴۔۷) تنوین tanween: تنوین حرف پر لگائی ہوئی حرکت کو دوبار لکھ کر ظاہر کی جاتی ہے یعنی حرف پر دو زَبَر، دو زِیر یا دو پیش لگائے جائیں گے۔ اس میں پہلی حرکت اپنا معمول کا کام کرتی ہے یعنی زبر، زیر یا پیش کی آواز دیتی ہے اور دوسری سے: ساکن نون: (ایسا ن جس پر کوئی حرکت نہ ہو) کی آواز نکلتی ہے۔ تنوین ہمیشہ الفاظ کے آخر میں آتی ہے۔ جس حرف پر تنوین لگائی جائے اُس کو: منوّن: munawwun کہتے ہیں۔

مثال کے طور پر:

تنوین شدہ (منوّن) لفظ	اُس کی بولی جانے والی آواز
کنایۃً	کِنایَتَن
دفعتۃً	دَفعَتَن
فوراً	فَورَن
طوعاً وکرہاً	طَوعَن وَکَرہَن
نسلً بعد نسلٍ	نَسلَن بعد نَسلِن

اوپر حرف کی تعریف آ چکی ہے۔ حرف کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ یہاں صرف وہی قسمیں بیان کی جا رہی ہیں جن کو ہم آگے چل کر استعمال کریں گے۔

(ا) متحرک حرف (mutaHarrik Harf): ایسا حرف جس پر کوئی حرکت (زِیر، زَبَر، پیش) لگی ہو متحرک کہلاتا ہے۔ لفظ: مُتَحَرِّک: میں م پر پیش، ت اور ح پر زبر اور ر پر تشدید بھی ہے اور زیر بھی۔ البتہ ک ساکن ہے۔

(ب) ساکن حرف (saakin Harf): جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا: ساکن: اُس حرف کو کہتے ہیں جس پر کوئی حرکت نہ ہو۔ یہ لفظ کے بیچ میں بھی آ سکتا ہے اور آخر میں بھی۔ لیکن کسی لفظ کے شروع میں کبھی نہیں آتا ہے کیونکہ اُردو میں کوئی لفظ ساکن حرف سے شروع نہیں ہوتا ہے۔ لفظ: حرف: میں ر اور ف دونوں ساکن ہیں جبکہ ح پر زبر ہے۔

(پ) حرفِ مکتوبہ (Harf-e-maktoobah): یعنی :وہ حرف جو لکھا جائے: چاہے وہ پڑھنے میں آئے یا نہ آئے۔مثال کے طور پر ہم لکھتے :بالکل: ہیں اور پڑھتے :بِل کُل: ہیں۔ یہاں :ب،ا،ل، ک،ل: سب مکتوبی حروف ہیں حالانکہ :الف: کو پڑھنے میں نظر انداز کر دیا جاتا ہے جیسے وہ لکھا ہوا ہی نہیں ہے۔

(ت) حرفِ ملفوظہ (Harf-e-malfoozâh): کسی لفظ کا جو حرف بھی اس کی ادائیگی میں زبان سے ادا کیا جائے گا : ملفوظہ: کہلائے گا۔اوپر دی ہوئی مثال :بالکل: میں :ب،ل،ک،ل: ملفوظی حروف ہیں کیونکہ بولنے میں ان کی آواز سنائی دیتی ہے۔:الف: ملفوظی نہیں ہے بلکہ مکتوبی ہے کیونکہ بولنے میں اس کو ادا نہیں کیا جاتا ہے۔

(ٹ) حرفِ مکتوبہ غیر ملفوظہ (Harf-e-maktoobah, Ghair-malfooz^ah): یعنی جو حرف لکھا تو جائے لیکن پڑھتے وقت اُس کو ادا نہ کیا جائے۔اُردو میں ایسے بہت سے الفاظ ہیں جن میں ایسے حرف استعمال ہوتے ہیں جن کو پڑھتے وقت ادا نہیں کیا جاتا ہے۔اوپر :بالکل: کی مثال دی جا چکی ہے جس کو پڑھنے اور بول چال میں :بِل کُل: کہا جاتا ہے، گویا لکھے ہوئے :الف: کو زبان سے ادا نہیں کیا جاتا ہے۔ایسے حروف کو :مکتوبہ غیر ملفوظہ: کہا جاتا ہے۔چند اور مثالیں دیکھئے:

مکتوبہ (لکھی ہوئی) شکل	ملفوظہ (زبان سے ادا کی جانے والی) شکل
بالخصوص	بِل خصوص (الف : غیرملفوظ)
بالآخر	بِل آخر(الف : غیرملفوظ)
عبدالشکور	عبدُش شکور (الف، ل دونوں غیرملفوظ اور ش پرتشدید)
ذوالبحر	ذُل بحر (و، الف دونوں غیرملفوظ اور و پرپیش یاضم)

(۵) لفظ lafz^: حروف کو مختلف صورتوں سے ملا کر :لفظ:(lafz^) بنایا جاتا ہے۔خود :لفظ: تین حروف :ل، ف، ظ: سے مل کر بنا ہے۔ :لفظ: کی جمع (plural):الفاظ:alfaaz^ ہے۔الفاظ سے مل کر فقرے اور جملے بنتے ہیں۔الفاظ بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں لیکن اس تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔

(٦) بول bol،سالمہ saalimah: الفاظ کو زبان سے ادا یا بیان کرنے میں اُتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ہر اُتار

یا چڑھاؤ کے مقام پر آواز اپنا رُخ بدلتی ہے اور وہاں سکتہ یا ٹھہراؤ ہوتا ہے جو کبھی بہت صاف ہوتا ہے اور کبھی بہت ہلکا۔ زبان کے اِس اُتار چڑھاؤ کو :بول: یا :سالمہ: کہتے ہیں۔ انگریزی میں ہم اس کو syllable کہتے ہیں۔ اس طرح ہر لفظ کئی ٹکڑوں میں بنٹ جاتا ہے۔ :بول: کی تعداد کے لحاظ سے الفاظ :یک بولا (ایک بول وال) ،دو بولا (دو بول والا)، سہ بولا (تین بول والا): یا اس سے زیادہ بولوں کا بھی ہوسکتا ہے۔ مثالیں دیکھئے:

(۶۔ا) یک بولا (monosyllabic) وہ لفظ ہے جس میں صرف ایک ہی :بول: ہو جیسے ''رُک، دَر، پی، غم''۔

(۶۔۲) دو بولا (bisyllabic) یعنی وہ لفظ جس میں دو (۲) بول یا سالمے ہوں جیسے '' رُکا (رُ۔کا)، دَری (دَ۔رِی)، پیلا (پی۔لا)، غمگیں (غم۔گیں)''۔ ایسے الفاظ میں زبان ایک بار اپنا رُخ بدلتی ہے۔

(۶۔۳) سہ بولا :trisyllabic یعنی وہ لفظ جس میں تین بول ہوں جیسے '' رُکاوَٹ (رُ۔کا۔وَٹ، دَرِیچہ (دَ۔رِی۔چہ)، پیلاپن (پی۔لا۔پَن)'' ایسے الفاظ میں زبان دوبارا اپنا رُخ بدلتی ہے۔

(۷) کلامِ موزوں :kalaam-e-mauzooN جو کلام وَزن (وَزن پر گفتگو سبق۔۲ میں کی جائے گی) میں ہوتا ہے وہ :موزون: کہلاتا ہے اور جو کلام وزن میں نہیں ہوتا وہ :ناموزوں یا غیر موزوں: کہلاتا ہے۔ موزوں کلام کو شاعری اور ناموزوں کلام کو نثر nacr کہتے ہیں۔ مثال کے لئے مرزا غالبؔ کا یہ شعر دیکھئے:

دلِ ناداں تجھے ہُوا کیا ہے　　　آخر اِس دَرد کی دوا کیا ہے

یہ موزوں کلام ہے۔ اس میں وزن ہے اور اس کو پڑھئے تو ایک دلفریب روانی، زیر و بم اور موسیقیت کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اب اس میں الفاظ کی ترتیب تھوڑی سی بدل دیجئے تاکہ اس کا وزن ختم ہو جائے:

ناداں دل تجھے ہُوا کیا ہے　　　اس دَرد کی آخر دوا کیا ہے

صاف ظاہر ہے کہ اب کلام موزوں نہیں ہے۔ نہ صرف اس کا وزن ختم ہو گیا ہے بلکہ اس کی روانی، زیر و بم اور موسیقیت بھی ناپید ہو گئی ہے۔ اب یہ کلام پوری طرح نثر تو نہیں کہا جاسکتا ہے لیکن اُس کے بہت قریب تو یقیناً ہے۔ بات واضح کرنے کے لئے ہم اس شعر کی نثر کرتے ہیں: ''(اے) نادان دل! تجھے کیا ہوا ہے؟ آخر (تیرے) اس درد کی کیا دوا ہے؟'' اب شعر اور اُس کی نثر کا فرق بالکل صاف ہو گیا ہے!

(۸) تلفظ (talaffuz^): تلفظ کے معنی ہیں: بات کہنا، زبان سے لفظ نکالنا۔ گویا کسی لفظ کی ادائیگی یعنی اس کے ادا کرنے کے طریقہ کو :تلفظ: کہتے ہیں۔ جیسے: بالکل: کو ہم :بِل کُل: پڑھتے اور بولتے ہیں۔ چنانچہ :بِل کُل: لفظ :بالکل: کا تلفظ کہلائے گا۔ اسی سے: ملفوظ، ملفوظہ: بنایا گیا ہے، یعنی: وہ آواز جو ادا کی جائے:۔

(۹) دو چشمی ھ اور اس کا استعمال: فارسی اور عربی کے حروف تہجی (alphabet) میں بہت سی ایسی آوازوں کو ادا کرنے کے لئے کوئی حرف نہیں ہے جو ہندوستان کی دوسری زبانوں میں موجود ہیں۔ ہندوستانی زبانوں کے زیر اثر اُردو میں ایسے حروف بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی جو اِن آوازوں کو ادا کر سکیں۔ مثال کے طور پر :گھر: (مکان) میں جو :گھ: کی آواز ہے اس کی ادائیگی کا فارسی اور عربی میں کوئی طریقہ نہیں ہے کیونکہ یہ آواز اِن زبانوں میں ہے ہی نہیں۔ :گھر: میں گ کی آواز ھ سے مل کر ایک نئی صورت اختیار کر گئی ہے جو ہندی کے :گھا: کے برابر ہے۔ اسی مناسبت سے دو چشمی ھ کو :ہائے مخلوط: ^haaYe maKhloot کہا جاتا ہے یعنی وہ :ھ: جو دوسرے حروف سے مخلوط ہو سکے (گھل مل سکے)۔ چنانچہ اُردو میں اس طریقے سے پندرہ نئی آوازوں کے لئے نئے حروف بنائے گئے جو درج ذیل ہیں:

بھ (بھاڑ، لابھ)؛ پھ (پھر، پھونک)؛ تھ (ہاتھ، ہاتھی)؛ ٹھ (ٹھیک، کوٹھری)؛ جھ (جھرنا، بانجھ)؛
چھ (چھری، کچھ)؛ دھ (آدھا، دُودھ)؛ ڈھ (ڈھیر، گڈھا)؛ رھ (تیرھواں)؛ ڑھ (گڑھا، آڑھت)؛
کھ (کھانا، اِیکھ)؛ گھ (گھر، بگھارنا)؛ لھ (کولھو)؛ مھ (کمھار)؛ نھ (منھ، ننھا)

اس مقام پر دو ضمنی اصطلاحات کی تعریف مناسب معلوم ہوتی ہے:

(۱) مابعد maa-ba'd: کسی حرف کے فوراً بعد جو دوسرا حرف آئے اُس کو پہلے حرف کا :مابعد: کہا جاتا ہے۔
(۲) ماقبل maa-qabl: کسی حرف سے فوراً پہلے جو حرف آئے اُس کو پہلے حرف کا :ماقبل: کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر لفظ :ہاتھی: میں دو چشمی ھ (ہائے مخلوط) سے فوراً قبل ت آیا ہے۔ لہٰذہ ت کو ھ کا :ماقبل: کہیں گے۔ اسی طرح ھ کے فوراً بعد ی آئی ہے۔ لہٰذہ ی کو ھ کا :مابعد: کہیں گے۔ گویا ھ کو اپنے :مابعد سے مخلوط: کہا جائے گا۔ دو چشمی ھ ہمیشہ اپنے مابعد سے ہی مخلوط ہوتی ہے۔ یہ اپنے ماقبل سے کبھی بھی مخلوط نہیں ہوتی ہے۔

دوچشمی ھ والے الفاظ کا املا اور تلفظ دونوں ہ والے الفاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ان دونوں قسم کی : ہے: کو آپس میں خلط ملط (گڈمڈ) نہیں کرسکتے ہیں ورنہ پڑھنے اور شعر کی تقطیع میں بے حد دُشواری اور اُلجھن پیدا ہو جائے گی۔مثال کے طور پر: گھر: (مکان) کا صحیح اِملا ھ کے ساتھ ہی ہے۔اس کو: گہر: لکھنا غلط ہے کیونکہ: گہر: ایک مختلف لفظ ہے جس کے معنی: موتی: ہیں۔اسی قسم کی چند اور مثالیں نیچے دی جا رہی ہیں:

صحیح اِملا	غلط اِملا
بہار (پھولوں کا موسم)	بھار (بوجھ)
کمھار	کمہار
کولھو	کولہو
کہانی	کھانی
آدھا	آدہا

(باقی مضمون کے لئے سبق۔۲ دیکھئے)

☆☆☆☆☆☆☆